جلد ۳۴ | ۱۹ ماہ صلح ۱۳۲۵ ہش | ۱۵ صفر ۱۳۶۵ ھ | ۱۹ جنوری ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۷

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۸ ماہ صلح۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ½۱۰ بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت کل جیسی ہی ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

حضرت اُم المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت میں ضعف ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی طبیعت آج بھی علیل ہے۔ گو کل کی نسبت افاقہ ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دُعا کریں۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی علالت کی وجہ سے آج خطبہ جمعہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا

آج بعد نماز مغرب مسجد اقصےٰ میں الیکشن کے متعلق نہائت اہم جلسہ جناب مولوی فرزند علی خان صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں بہت سے حضرات نے تقاریر کیں۔ مفصل رُوئداد صفحہ ۔۔ پر ملاحظہ فرمائیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ کا آئندہ کے لئے تفصیلی پروگرام

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی تقریر

مجلس خدام الاحمدیہ کے ساتویں سالانہ جلسہ پر

فرمودہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء

(۲)

اب میں جن امور کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ان میں سے بعض قادیان کے خدام سے متعلق ہیں اور بعض باہر سے آنے والے خدام کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ آئندہ پروگرام میں ان امور کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ قادیان میں ایک ایسی چیز ہے۔ جو ہمیشہ باہر سے آنے والوں پر بُرا اثر ڈالتی ہے۔ اور وہ

قادیان کی عدم صفائی

اور محلوں کا گند ہے۔ اگر ذرا سی بارش ہو جائے۔ تو چلنا پھرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور ہر گھر کے آگے پاخانہ اور ردی چیزوں کے ڈھیر اس طرح پڑے ہوتے ہیں۔ گویا ہماری گلیاں گاؤں کی گلیاں نہیں بلکہ پاخانے کے پھینکنے کی جگہیں ہیں۔

اس کا نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے۔ کہ جو لوگ باہر سے آتے ہیں۔ ان پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ مجھے یاد ہے۔ کہ تقریباً پچیس یا چھبیس سال کا عرصہ ہوا۔ اس وقت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب ابھی زندہ تھے۔ کہ

ڈاکٹر زویمر

جو ساری اسلامی دنیا میں شہرت رکھتے ہیں۔ اور جتنے اسلامی دنیا میں کام کرنے والے عیسائی مشنری ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ شہرت رکھنے والے ہیں یہ امریکہ کے رہنے والے ہیں۔ شکاگو سے چلے۔ اور انہوں نے سارے اسلامی ممالک کا دورہ کیا۔ ہندوستان آنے پر انہوں نے گورداسپور کے پادری کو لکھا۔ کہ میں قادیان دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس وقت گورداسپور میں

پادری گارڈن صاحب

ہوتے تھے۔ وہ بہت اعلیٰ درجہ کی پنجابی بولتے تھے۔ اتنی اچھی کہ کم سے کم میں تو کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں ان کے پاسنگ بھی نہیں بول سکتا۔ پادری گارڈن صاحب کے ساتھ وہ قادیان آئے۔ اور مجھ سے ملنے کی خواہش کی۔ جب تک میں ان سے نہ مل سکا۔ اس وقت تک وہ قادیان اور اس کے دفاتر دیکھتے رہے۔ اس دوران میں جبکہ وہ قادیان کو دیکھ رہے تھے۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کو انہوں نے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ مجھے شوق تھا۔ کہ میں دیکھوں۔ کہ اسلام شہروں کے متعلق کس قسم کا انتظام کرتا ہے۔ چنانچہ آج میری خواہش پوری ہو گئی ہے۔ اور میں نے قادیان آکر

شہروں کے متعلق اسلامی انتظام

دیکھ لیا۔ مطلب یہ تھا۔ کہ قادیان کی گلیاں بہت گندی اور خراب ہیں۔ کیا اسلام یہی سکھاتا ہے۔ اگر احمدیت کی حکومت ہوئی۔ تو قادیان کو تم نمونہ کے طور پر پیش کرو گے۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی طبیعت مزاحیہ تھی۔

ایڈیٹر:- غلام نبی

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے شائع کیا۔

اور بعض دفعہ ان کا ذہن بہت اچھا چل جاتا تھا۔ انہوں نے جواب میں کہا۔ ابھی تو اسلامی زمانہ آیا ہی نہیں۔ یہ تو پہلے

مسیحؑ کے انتظام کا نظارہ

ہے۔ کیونکہ اس وقت یہاں انگریزی حکومت ہے۔ یہ تھا تو ایک لطیفہ اور سننے والا اس جواب کو سنکر خاموش بھی ہوگیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ جہاں تک انگریزی حکومت کا دخل ہے۔ وہ اس کام کو کرائے یا نہ کرائے اس کے متعلق تو بحث ہی نہیں۔ اس میں ہمارا بھی کچھ دخل ہے۔ اور جہاں تک ہمارا دخل ہے۔

ہمیں اپنا فرض ادا کرنا چاہیئے

وقتی طور پر کسی کا منہ بند کرنا اور بات ہے لیکن حقیقت بعض دفعہ اور ہوتی ہے۔ میں اسی دن سے ہمیشہ محسوس کرتا ہوں۔ کہ ہمیں اسلامی نمونہ دکھانا چاہیئے۔ اور زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ

قادیان نہایت صاف ستھرا مقام

بن جائے۔ جہاں تک گلیوں کی چوڑائی کا سوال ہے۔ میں نے کھلی گلیاں رکھنے کا حکم دیا ہوا ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث سے ثابت ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا۔

گلیاں چوڑی ہونی چاہیئیں

میں نے [illegible] دست اندازہ لگا کر پندرہ بیس [illegible] گلیاں رکھی ہیں جو مکانوں سے بڑی سڑکوں پر ملتی ہیں۔ اور ان پر تانگہ گزارنا مدنظر نہیں۔ اور جن پر تانگے وغیرہ گزارنے مقصود ہیں۔ وہ تیس فٹ کی رکھی ہیں۔ اور [illegible] سے چالیس فٹ کے رکھے ہیں۔ [illegible] پچاس فٹ کی سڑکیں رکھی ہیں۔ [illegible] صفائی کا سوال ہے ہم کچھ نہیں کرسکے۔

سڑکوں میں بے شمار گڑھے

پڑ جاتے ہیں۔ بعض لوگ سڑکوں سے مٹی کھود کر گھروں کی لپائی کر لیتے ہیں۔ اور یہ ایک بڑا نقص ہے۔ جس کی وجہ سے محلوں کی صفائی قریباً ناممکن ہو جاتی ہے۔ پھر لوگ گھروں سے پاخانے نکال کر۔ اور کوڑا کرکٹ اٹھا کر سڑکوں پر پھینک دیتے ہیں۔ اس سے مکھیاں پیدا ہوتی ہیں۔ مچھر پیدا ہوتے ہیں۔ اور مچھر سے بخار پیدا ہوتا ہے۔ بیمار بچے کا پاخانہ اٹھا کر باہر گلی میں پھینک دیتے ہیں۔ مکھیاں اس پر بیٹھتی ہیں۔ اور بیماری کا مادہ لے کر کسی دوسرے شخص پر جا بیٹھتی ہیں۔ اور اس وجہ سے اس شخص کو بھی وہی بیماری لگ جاتی ہے۔ اسی گند کی وجہ سے

قادیان میں ٹائیفائڈ

کثرت سے ہوتا ہے۔ اور چند سالوں سے تو اتنی کثرت سے برتا ہے۔ کہ شاید کسی اور جگہ اتنا ٹائیفائڈ نہ ہوتا ہوگا۔ یہ حالات ایسے ہیں۔ جو باہر سے آنے والوں پر بُرا اثر ڈالتے ہیں۔ میں نے

جماعت کو عموماً اور خدام کو خصوصاً

اس امر کی ہدایت کی تھی۔ کہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں اور کسی کام کو بھی عار نہ سمجھیں۔ اور اس کے لئے میں نے ایک مفصل سکیم خدام الاحمدیہ کے سامنے پیش کی تھی۔ کہ وہ اس طریق پر کام کریں۔ میری اس سکیم پر جس حد تک عمل کیا گیا ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اور میری وہ سکیم

سکڑ سکڑ کر تل کی شکل

اختیار کر گئی ہے۔ پہلے روزانہ آدھ گھنٹے کام کا اہتمام کیا گیا۔ پھر کہا گیا کہ روزانہ آدھ گھنٹہ مشکل ہے۔ ہفتہ میں ایک بار ہو جائے تو غرض پوری ہو سکتی ہے۔ پھر سوال اٹھایا گیا۔ کہ ہر ہفتہ وقارِ عمل کرنا مشکل ہے۔ اگر پندرہ دن کے بعد وقارِ عمل کر لیا جائے تو اس میں بہت حد تک آسانی ہو سکتی ہے۔ پھر یہ سوال اٹھایا گیا۔ کہ پندرہ دن کے بعد تمام خدام جمع نہیں ہو سکتے۔ اگر اسے ماہوار کر دیا جائے۔ تو تمام خدام کو جمع ہونے میں سہولت رہے گی۔ اور پھر ماہوار ہونے کی بجائے سال میں پانچ دن وقارِ عمل منانا کافی سمجھا گیا۔ اب مجھے علم نہیں۔ کہ وہ پانچ دن بھی وقارِ عمل منایا جاتا ہے۔ یا نہیں۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ

سال میں پانچ دن وقارِ عمل

کیا جاتا ہے۔ تو بھی اس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ سال میں صرف پانچ دن اپنے ہاتھ سے کام کرنے سے کیا عادت پیدا ہو سکتی ہے۔ وہ مقصد جو میرے مدنظر تھا کہ

اپنے ہاتھ سے کام کی عادت

پیدا ہو۔ اور کسی کام کو کرنے میں عار نہ محسوس کی جائے۔ وہ بالکل پورا نہیں ہو رہا۔ اس قسم کا وقارِ عمل منانے والوں کی مثال بالکل اس شیر گدوانے والے کی سی ہے۔ جس کو شیر گودنے والا جب سوئی مارتا تو وہ شیر گودنے والے سے پوچھتا۔ کہ کیا گودنے لگے ہو۔ وہ کہتا۔ کہ شیر کی دم گودنے لگا ہوں۔ تو اسے کہتا۔ کہ بغیر دم کے شیر بن سکتا ہے یا نہیں۔ شیر گودنے والا کہتا۔ کہ ہاں شیر بن تو سکتا ہے۔ تو وہ کہتا۔ اسے چھوڑ دو۔ پھر وہ کوئی دوسرا عضو گودنے لگتا۔ تو اس کے متعلق بھی یہی کہتا۔ کہ اسے چھوڑ دو۔ ہر عضو کے متعلق وہ یہی کہتا۔ کہ اسے چھوڑ دو۔ اور باقی حصہ بناؤ۔ آخر شیر گودنے والا سوئی رکھ کر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ اب تو سارا شیر ہی اُڑ گیا ہے۔ میں کیا بناؤں یہی حالت ہمارے خدام کی ہے۔ کہ وقارِ عمل سارے سال میں پانچ دن کر لینا کافی سمجھ لیا گیا ہے۔ (اس تقریر پر تین ماہ سے زائد ہو چکے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے اس بارہ میں خدام نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ یہ حالت خدام الاحمدیہ کے مرکز کی حد درجہ افسوسناک اور مردنی کی علامت ہے) وقارِ عمل کو اس لئے دیر کے بعد کرنا کہ شہر کے تمام لوگ اس میں شامل ہو جائیں۔ میرے نزدیک درست نہیں۔ اگر آپ لوگ دو ماہ یا تین ماہ کے بعد وقارِ عمل کرتے ہیں۔ تو کیا شہر کے تمام لوگ سو فیصدی آ جاتے ہیں۔ جو لوگ نہیں آنا چاہتے۔ وہ سال میں ایک دفعہ وقارِ عمل ہونے پر بھی نہیں آئینگے۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ تمام لوگ شامل ہوں۔ تب کسی کام کو کیا جائے۔ بلکہ جو کام بھی کرنا ہو۔ اس کے متعلق تحریک کر دی جائے۔ اور بار بار اعلان کر دیا جائے۔ جتنے لوگ شامل ہو جائیں۔ اتنے ہی سہی۔ پھر آہستہ آہستہ خود بخود ان کی تعداد بڑھتی چلی جائے گی۔ اور آپ اپنی کوششوں سے اگر آپ دیانتدار ہوں گے۔ اس تعداد کو بڑھاتے چلے جائینگے۔ پس یہ ضروری ہے۔ کہ

روزانہ کام کرنے کی عادت

پیدا کی جائے۔ اور کام کی نوعیت کو بدل دیا جائے۔ مثلاً ہر محلہ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بنا کر اس محلہ والوں کے ذمے لگا دیئے جائیں۔ اور ان کا روزانہ کام یہ ہو۔ کہ ان کی صفائی درستی اور پانی کے نکاس وغیرہ کا خیال رکھیں۔ اور ہر محلہ کے خدام اپنے محلہ کی صفائی کے ذمہ وار قرار دیئے جائیں۔ اور بجائے مہینہ یا دو مہینہ کے بعد جمع ہو کر کسی سڑک پر مٹی ڈالنے کے میرے نزدیک یہ طریق بہت مفید ثابت ہوگا۔ کہ گلیاں اور سڑکیں

محلہ وار تقسیم

کر دی جائیں۔ کہ فلاں گلی اور سڑک کا فلاں محلہ ذمہ دار ہے۔ اور اس کی صفائی اور درستی نہ ہونے کی صورت میں اس سے پوچھا جائیگا۔

قادیان کے ووٹران اسمبلی کو ضروری اطلاع

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ پنجاب اسمبلی کے انتخابات یکم فروری ۱۹۴۶ء سے ۱۵ فروری ۱۹۴۶ء تک ہو رہے ہیں۔ تفصیلی پروگرام ابھی تک گورنمنٹ کی طرف سے شائع نہیں ہوا۔ جو شائع ہونے پر اخبار میں دے دیا جائیگا۔ جن دوستوں اور بہنوں کا ووٹ قادیان میں درج ہے۔ اور وہ اس وقت قادیان سے باہر گئے ہوتے ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ تاریخوں کا اعلان ہونے پر ضرور قادیان پہنچ جائیں۔ تاکہ وقت مقررہ پر اپنا ووٹ دے سکیں۔ یہ ایک نہایت ضروری معاملہ ہے۔ جس کے واسطے بہنوں اور بھائیوں کو خاص طور پر وقت نکال کر قادیان پہنچنا چاہیئے۔ جو ووٹر قادیان میں مقیم ہیں۔ انہیں بھی تاریخیں نوٹ کر لینی چاہیئیں۔ تاکہ وہ ان تاریخوں پر قادیان سے باہر نہ جائیں۔ اگر کسی دوست کو یہ علم نہ ہو کہ قادیان میں اس کا ووٹ درج ہے۔ یا نہیں تو وہ دفتر ہذا میں تشریف لا کر یا خط لکھ کر جس میں نام ولدیت اور قومیت درج ہو۔ دریافت فرمالیں۔

(ناظر امور عامہ)

اسی طرح محلہ کے گھروں کے متعلق بھی چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بناکر خدام میں تقسیم کر دیئے جائیں۔ اور وہ ان گھروں کے سامنے کی صفائی کے ذمہ وار ہوں۔ ہر مہینہ ایک دن معائنہ اور مقابلہ کے لئے مقرر کیا جائے اور تمام محلوں کا دورہ کر کے دیکھا جائے کہ کس محلہ کی صفائی سب سے اچھی ہے۔ جس محلہ کی صفائی سب سے اچھی ہو۔ اس کے خدام کو کوئی چیز انعام کے طور پر دی جائے۔ تاکہ تمام محلوں میں ایک دوسرے سے مسابقت کی روح پیدا ہو۔ اگر اس طرح کام کیا جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ نہایت ہی عمدہ طور پر قادیان کی صفائی کو قائم رکھا جاسکتا ہے۔ ایسے محلے جو بہت گندے ہوں۔ ان محلوں کے خدام کی پہلے دوسرے محلوں کے خدام مدد کریں۔ اور ایک دفعہ اچھی طرح صفائی کرا دی جائے۔ اس کے بعد وہ خود اس کی صفائی کے ذمہ وار ہوں۔

محلوں میں صفائی رکھنا

کوئی مشکل بات نہیں۔ اگر خدام تھوڑی بہت توجہ صفائی کیطرف رکھیں۔ اور محلوں میں رہنے والے دوسرے لوگ بھی خدام سے تعاون کریں۔ تو یہ بات بہت آسان ہو جاتی ہے۔ اس بات کو دل سے نکال دینا چاہیئے۔ کہ جب تک

محلہ کے تمام خدام

کسی کام میں شریک نہیں ہوتے۔ اس وقت تک کسی کام کو شروع ہی نہ کیا جائے حقیقت یہ ہے۔ کہ جب بھی کام کا موقعہ آئے گا۔

مخلص اور دیانتدار خدام

ہی آگے آئینگے۔ اور وہی شوق سے اسے سرانجام دینگے۔ اور جو اخلاص اور دیانتداری سے کام نہیں کرنا چاہتا۔ اس کے لئے سو بہانے ہیں کہتے ہیں من حرامی حجتاں ڈھیر۔ یعنی اگر کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ تو انسان کو سینکڑوں حجتیں اور بہانے سوجھ جاتے ہیں۔ اور یہ حجتوں والے تو سال میں ایک دفعہ بھی وقار عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ ایسے لوگوں کے نہ آنے کی وجہ سے کام کو پیچھے نہیں ڈالنا چاہیئے۔ جن لوگوں کے اندر اخلاص ہے۔ ان کو کیوں ایسے لوگوں کی خاطر کام سے روک کر رکھا جائے۔ اب تو

تم دو ماہ کے بعد ایک دن وقار عمل کرتے ہو۔ اگر تم دس سال کے بعد بھی ایک دن مقرر کرو۔ تو بھی نہ آنے والے غائب ہی ہونگے اور تمہاری حاضری پھر بھی سو فی صدی نہیں ہوگی۔ دس سال کے بعد بھی جو دن تم وقار عمل کا مقرر کرو گے۔ وہی دن ایسا ہوگا۔ جس دن ان کو کام ہوگا۔ اور شیطان ان کے دلوں میں یہ وسوسہ پیدا کر دے گا۔ کہ آج تو تجھے فلاں کام بہت ضروری ہے۔ اگر آج وہ کام نہ کیا۔ تو تجھے بہت بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا۔ نو سال گیارہ مہینے اور ۲۹ دن تک تو انہیں وہ کام یاد نہ آیا۔ لیکن چونکہ تم نے تیسویں دن وقار عمل مقرر کر دیا۔ اس لئے اسے بھی کام یاد آگیا۔ دس سال تو کیا اگر سو سال کے بعد بھی ان کو وقار عمل میں شامل ہونے کے لئے کہا جائے۔ تو اس وقت بھی ان کے پاس

کوئی نہ کوئی بہانہ

موجود ہوگا۔ ایسے لوگوں کی پروا نہیں کرنی چاہیئے۔ ایسے لوگوں کا نہ آنا زیادہ بہتر ہوتا ہے بہ نسبت ان کے آنے کے۔ پس آپ لوگوں کو چاہیئے۔ کہ اس بات کی پروا نہ کریں کہ کتنے آتے ہیں اور کتنے نہیں آتے۔ جو آتے ہیں انہیں اپنے ساتھ لے کر کام شروع کر دیں۔ اگر ابتدا میں کام کرنے والوں کی تعداد دس یا پندرہ فی صدی ہو۔ تو وہ خود بخود بڑھ جائے گی۔ اور آہستہ آہستہ بڑھتی چلی جائے گی۔ اور آخر وہ دن آجائے گا۔ کہ

کام کرنے والوں کی تعداد نناوے فیصدی

ہوگی۔ اور نہ کرنے والوں کی تعداد ایک فیصدی ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر استقلال سے کام کیا جائے۔ تو یہ کوئی مشکل نہیں۔ اگر دس فیصدی خدام کو بھی ہاتھ سے کام کرنے کی عادت پڑ جائے۔ تو یہ کوئی معمولی بات نہیں پس کام کو ابتداء میں اس طریق پر جاری کیا جائے۔ کہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بنا کر کام شروع کر دیا جائے۔ اور جوں جوں خدام کی حاضری بڑھتی جائے کام کو وسیع کرتے چلے جائیں۔ بے شک شروع میں سو فیصدی حاضری نہ ہو۔ اس بات کی پروا نہ کرتے ہوئے کام کو جاری رکھا جائے۔ جتنے خدام خوشی سے آئیں۔ ان سے کام کراتے رہیں۔ اور جو نہ آئیں ان پر

جبر نہ کیا جائے

ہاں ان کو بار بار تحریک کی جائے۔ کہ وہ بھی کام میں شامل ہوں۔ لیکن جبر نہ کیا جائے کیونکہ جبر کرنے سے بغاوت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اور بغاوت کے جذبات کو دبانے کے لئے سزائیں دینی پڑتی ہیں۔ اور سزائیں دینے سے عدم تعاون کی روح پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ابتدا میں جبر نہ کیا جائے۔ اور آہستہ آہستہ تحریک کر کے تمام خدام کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور آخر

قادیان کے تمام خدام کے لئے

اس میں شامل ہونا لازمی کر دیا جائے۔ جب قادیان میں اس طور پر تنظیم مکمل ہو جائے۔ تو اسی طریق پر بیرونی جماعتوں میں جہاں جماعت کثرت سے ہو۔ اور نگرانی کے سامان موجود ہوں۔ کام کو شروع کیا جائے۔ مثلاً پہلے لاہور امرتسر اور پشاور کی جماعتوں میں اسی طریق پر کام کیا جائے۔ پہلے ان میں بھی جبر نہ کیا جائے۔ اور جو خوشی سے شامل ہونا چاہیں۔ ان سے کام لیا جائے اور باقی خدام کو آہستہ آہستہ اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کی جائے۔ جب وہ منظم ہو جائیں۔ تو ان جماعتوں میں بھی شامل ہونا ضروری قرار دے دیا جائے (مگر یہ مطلب نہیں۔ کہ اس پروگرام کو سالوں میں پھیلا کر مطلب ہی فوت کر دیا جائے۔) اس طرح جوں جوں ان کی تعداد بڑھتی جائے وہ اپنے کام کو وسیع کرتے جائیں۔ پس پہلے تحریک کی جائے۔ اس تحریک پر ہی دس پندرہ فی صدی اپنے آپ کو باقاعدہ کام کرنے کے لئے پیش کر دینگے۔ ان کی نگرانی کی جائے۔ اور ان سے باقاعدہ پروگرام کے ماتحت کام لیا جائے۔ اور باقی کو تحریک کرتے رہیں۔ جب وہ دوسرے خدام کو کام کرتے دیکھیں گے۔ تو وہ بھی شامل ہو جائینگے پس یہ کوشش کی جائے۔ کہ باقاعدگی کے ساتھ کام ہو۔ اور

قادیان کی صفائی کا خاص خیال

رکھا جائے۔

ایک اور چیز جو کہ بہت اہم ہے اور بہت زیادہ توجہ کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ قادیان میں برسات کا پانی جو آتا ہے۔ اسکے نکاس کی کوئی صورت پیدا کیجائے۔

برسات کے دنوں میں

ہماری سڑکیں ایسی معلوم ہوتی ہیں۔ گویا وہ ندی نالے ہیں۔ اور اس کثرت سے پانی آتا ہے۔ کہ چلنا پھرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ گورنمنٹ کے افسروں نے جو سکیمیں اس پانی کو روکنے کے لئے سوچی ہیں۔ ان پر خرچ کا اندازہ دو تین لاکھ روپیہ کا ہے۔ ہماری ٹاؤن کمیٹی بھی اس خرچ سے ڈر جاتی ہے۔ اور دوسرے لوگ بھی اس خرچ سے ڈرتے ہیں۔ اس لئے کوئی شخص بھی اس پانی کو روکنے کے لئے قدم نہیں اٹھاتا۔ میرے خیال میں اگر

اپنی جماعت کے اوورسیروں سے مشورہ

کیا جائے۔ اور ان کو تمام مواقع پانی کے آنے اور نکلنے کے دکھا دئیے جائیں۔ تو وہ بہت حد تک مفید مشورہ دے سکیں گے۔ پھر وہ جیسا مشورہ دیں۔ اس کے مطابق خدام کام کریں۔ اگر وہ ایک محلہ کی طاقت کا کام ہو۔ تو ایک محلہ اور اگر سب خدام کے مل کر کرنے کا کام ہو۔ تو سب مل کر اس کام کو کریں۔ اور اگر مقامی جماعت کی مدد کی ضرورت ہو۔ تو وہ بھی خدام کے ساتھ تعاون کرے۔ یہ

بہت بڑا کام

ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اگر خدام اس کام کو کرلیں تو وہ قادیان کے لوگوں کو بہت سی تکالیف اور بیماریوں سے بچانے والے ہوں گے۔ پس اس کام کی طرف خدام کو خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اس کے علاوہ ہر محلہ میں جو

یتامے۔ بیوگان اور مساکین

ہوں۔ ان سب کی خبرگیری کی جائے۔ اگر انہیں طبی امداد کی ضرورت ہو۔ تو طبی امداد بہم پہنچائی جائے۔ یا ان کا کوئی اور کام ہو۔ تو وہ کیا جائے۔ اسی طرح وہ لوگ جو فوج میں جا چکے ہیں۔ اور ان کے گھروں میں کوئی سودا سلف لا کر دینے والا نہیں۔ ان کا بھی خیال رکھا جائے۔ اور اگر ان گھروں میں کوئی بیمار ہو۔ تو اسے دوائی لا کر دی جائے میں نے دیکھا ہے۔ بعض غریب عورتیں ایک دفعہ اپنا زیور بیچ کر معمولی سا گذارہ کے لئے مکان تو بنا لیتی ہیں۔ لیکن اس کے بعد ان میں طاقت نہیں ہوتی۔ کہ مزدور لگا کر مکان کی لپائی کرا سکیں۔ اور ان کے گھر میں کوئی مرد بھی نہیں ہوتا جو لپائی کا انتظام کر سکے۔

اس طرح وہ گھر گرنے شروع ہو جاتے ہیں اور ان کی حالت یہ ہو جاتی ہے۔ کہ وہ پہچانے بھی نہیں جاتے۔ ایسے گھروں میں خدام جائیں ان کی

دیواروں اور چھتوں کی لپائی

کریں۔ یہ ایک ایسا کام ہے۔ جو ہر دیکھنے والے کے دل پر اثر کرتا ہے۔ قومی کاموں میں جہاں ہزاروں انسان کام کر رہے ہوں۔ کوئی انسان بھی ہتک محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کے دوسرے ساتھی اس کے ساتھ کام کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن انفرادی کاموں کے کرنے میں انسان ہتک محسوس کرتا ہے۔ میرا مقصد وقار عمل سے یہی تھا۔ کہ قومی کاموں کے علاوہ جہاں تک ہو سکے۔

خدام انفرادی کام بھی کریں

اور غریبوں۔ یتیموں اور بیواؤں کے کام کرنے میں عار محسوس نہ کریں۔ انفرادی کاموں کی نوعیت بدلتی رہتی ہے۔ اور وہ روزانہ کی ضروریات کے مطابق تدریجاً گھٹائے یا بڑھائے جا سکتے ہیں۔

اطفال الاحمدیہ کے کام

کے متعلق مجھے زیادہ علم نہیں۔ کہ کس طور پر محلوں میں ان کی تربیت کا کام جاری ہے۔ اور کس رنگ میں ان کی تعلیم و تربیت کی جاتی ہے۔ میرے خیال میں وقتاً فوقتاً اطفال کے سامنے اخلاق کے متعلق تفصیلاً بحث آتی رہنی چاہیئے۔ اور انہیں بتانا چاہیئے کہ کون کونسے اعمال ہیں۔ جو آج کل عام ہیں۔ اور وہ درحقیقت اسلامی نقطۂ نگاہ سے برے ہیں۔ اور کونسے اعمال ہیں۔ جو برے سمجھے جاتے ہیں۔ اور وہ درحقیقت اسلامی نقطۂ نگاہ کے مطابق ہیں۔ اس کے علاوہ

چھوٹی چھوٹی کتابیں اور رسالے

اسلامی اخلاق کے متعلق لکھے جائیں۔ اور وہ بچوں کو پڑھنے کے لئے دیئے جائیں۔

اخلاق کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ بھی حالات کے مطابق بدلتے رہتے ہیں۔ ممکن ہے۔ کہ بعض اعمال پہلے برے ہوں اور آج اچھے ہوں۔ یا پہلے اچھے سمجھے جاتے ہوں۔ اور آج برے ہوں۔ اس بات کا پتہ لگانے کے لئے کہ کن حالات میں کونسے اعمال اچھے اور کونسے برے ہوتے ہیں۔

اصولی اعمال کا جاننا

ضروری ہوتا ہے۔ جیسے قرآن کریم میں چار چیزیں حرام قرار دی گئی ہیں۔ باقی چیزیں جتنی ان کے مشابہ ہوتی جائیں گی۔ اتنی اتنی ان میں حرمت قائم ہوتی جائے گی۔

حرمت کا کامل نمونہ

وہی چار چیزیں ہیں۔ ان کی حرمت بلا واسطہ ہے۔ باقی چیزوں کی حرمت بالواسطہ ہے۔ اور یہ چاروں چیزیں آئڈیل (Ideal) ہیں۔ یعنی باقی چیزوں کے متعلق ان سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ جیسے ماڈل سکول ہوتے ہیں۔ وہ معیاری ہوتے ہیں باقی سکولوں کے لئے۔ اور باقی سکول ان کی نقل کرتے اور ان سے مشابہت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ صرف وہ چار چیزیں ہی حرام ہیں۔ اور باقی چیزوں میں سے کوئی حرام نہیں۔ بلکہ باقی چیزوں کی حرمت بالواسطہ ہے۔ یعنی جتنی جتنی ان حرام چیزوں سے ان کی مشابہت قائم ہوتی جائے گی۔ اتنی اتنی زیادہ حرمت ان میں قائم ہوتی جائے گی۔ اور جتنی ان کی مشابہت میں کمی ہوگی۔ اتنی ہی حرمت میں کمی ہوتی جائے گی۔ اسی وجہ سے بعض چیزوں کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ یہ ممنوع ہیں۔ اور بعض کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ یہ مشتبہ ہیں۔ اور بعض کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ یہ جائز ہیں۔ قرآن کریم میں خنزیر کے کھانے کی حرمت بیان کی گئی ہے مگر جس طرح مجبوری کی حالت میں خنزیر کا گوشت کھایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ایک عورت مجبوری کی حالت میں ڈاکٹر کے سامنے ننگی بھی ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ ڈاکٹر کے لئے اسے ننگا کرنا ضروری ہو مگر اس مجبوری کی حالت کو دیکھ کر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ عورت کے جسم کو ننگا کرنے کی حرمت جاتی رہی۔ حرمت تو ویسی ہی قائم ہے لیکن مجبوری کی وجہ سے عورت کو ننگا کرنا جائز ہو گیا۔ اسی طرح قتل بھی ایسی چیز ہے۔ جو بوقت مجبوری جائز ہو جاتا ہے۔ مثلاً لڑائی میں یا عدالت کے فیصلہ کے بعد لیکن اس کے باوجود ناپسندیدہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

کسی کو قتل نہیں کیا

اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں آدم کے دو بیٹوں کی مثال بیان کی ہے۔ کہ ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہو گئی۔ اور دوسرے کی قربانی قبول نہ ہوئی۔ جس کی قربانی قبول نہ ہوئی اس نے دوسرے سے کہا۔ کہ میں تجھے مار ڈالوں گا جس کی قربانی قبول ہو گئی تھی۔ اس نے کہا۔ تو بے شک مجھے قتل کر دے۔ میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔ مفسرین نے اس تمثیل کے متعلق عجیب عجیب واقعات لکھے ہیں۔ اور اس تمثیل کو آدم کے دو بیٹوں پر چسپاں کیا ہے۔ حالانکہ اس تمثیل میں اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت بیان کی ہے۔ دشمن لڑائی کے لئے مقابل پر آتے تھے۔ اور آپ ان کو قتل کرنے پر قادر ہوتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپ نے کسی کو قتل نہیں کیا۔ اصولی طور پر

سارے کے سارے گناہ

اپنی ذات میں برے ہوتے ہیں۔ لیکن بعض حالات میں ان کی اجازت دی جاتی ہے۔ مثلاً قتل کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔ مگر بعض حالات میں شریعت نے قتل کی اجازت دی ہے۔ جیسے جہاد کا حکم ہے۔ اگر جہاد میں کوئی شخص اپنے دشمن کو قتل کرتا ہے۔ تو وہ گنہگار نہیں ہوگا۔ یا جیسے تورات اور حدیث میں زانی کو رجم کرنے کا حکم ہے۔ اگر مرد اور عورت شادی شدہ ہوں۔ اور چار شہادتوں سے یہ ثابت ہو جائے کہ انہوں نے زنا کیا ہے۔ تو ان کی سزا رجم ہے۔ یعنی پتھر مار مار کر ان کو مار دینا چاہیئے۔ گو اس مسئلہ کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن اگر اختلاف کے پہلو کو چھوڑ دیا جائے۔ تو بھی احادیث سے پتہ چلتا ہے۔ کہ بعض لوگوں کو رجم کی سزا دی گئی تھی۔ اب دیکھو قتل اپنی ذات میں کتنا بڑا گناہ ہے۔ لیکن شریعت نے ان حالات میں قتل کی اجازت دی ہے۔ گویہ اجازت مجبوری کی حالت میں دی ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ لوگ ایک شخص کو پکڑ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے۔ کہ یا رسول اللہ اس شخص نے زنا کیا ہے گواہوں کی شہادت سے یہ بات ثابت ہو گئی۔ آپ نے فرمایا۔ اسے سنگسار کر دو۔ لیکن آپ نے خود اسے سنگسار نہیں کیا۔ بلکہ سمجھا کہ جب دوسرے لوگ اس کام کو کر سکتے ہیں۔ تو میں کیوں اس فعل میں شریک ہوں۔

پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی قتل میں حصہ نہیں لیا۔ خواہ وہ جائز تھا۔ کیونکہ اصولی طور پر انسان کی جان لینا منع ہے۔ پس اخلاق میں سے بعض اصولی ہوتے اور بعض فروعی۔ جو اخلاق اصولی طور پر برے ہیں۔ وہ ہر حالت میں برے ہیں۔ خواہ وہ بعض حالات میں جائز بھی ہو جائیں۔ لیکن پھر بھی کراہت کی حدود کے اندر رہتے ہیں۔ جیسے قاتل کو قتل کرنا۔ یا زانی کو رجم کرنا۔ گو ان کا قتل کرنا جائز ہے۔ لیکن چونکہ اصولی طور پر انسان کا قتل کرنا برا ہے۔ اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ

اعلےٰ اخلاق والے انسان

کے نزدیک یہ اعمال مرغوب ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس شکایت کی گئی۔ کہ فلاں باورچی لنگر خانہ کی چیزوں میں سے کچھ کھا جاتا ہے۔ اور کچھ گھر لے جاتا ہے۔ آپ یہ شکایت سنکر خاموش رہے۔ اور کوئی جواب نہ دیا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد آپ کے پاس شکایت کی گئی۔ کہ

لنگر خانے کا باورچی

کھانا کچھ خود کھا جاتا ہے۔ اور کچھ گھر لے جاتا ہے۔ آپ پھر بھی خاموش رہے۔ اور کوئی جواب نہ دیا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد اس کی شکایت کی گئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ اتنا نیک ہوتا تو اللہ تعالےٰ اسے ایسے کام پر لگاتا ہی کیوں۔ آپ لوگ گرمی میں پنکھے کے نیچے بیٹھے ہوتے ہیں۔ اور پانی میں برف ڈال ڈال کر پیتے ہیں۔ اور وہ گرمی میں تنور جھونک رہا ہوتا ہے۔ اس کے اندر ایسی عادات تھیں تبھی تو خدا نے اسے پکڑا ہوا ہے۔ ہم اسے نصیحت تو کریں گے۔ لیکن

مرے کو مارے شاہ مدار

وہ تو پہلے ہی مرا ہوا ہے۔ اسے اور کیا سزا دیں۔ اسے تو اپنے افعال کی خود ہی سزا مل رہی ہے۔ تو بعض افعال ایسے ہوتے ہیں۔ جن میں اپنی ذات میں سزا پائی جاتی ہے۔ اور ان افعال کے کرنے والوں کو سزا ملتی رہتی ہے۔ اس قسم کی اخلاقی کمزوریوں کا ضرر چونکہ اس فعل کے کرنے والے تک ہی محدود رہتا ہے۔ اور باقی لوگ اس کے ضرر سے محفوظ ہوتے ہیں۔ اس لئے اس پر چشم پوشی بھی جائز ہے۔ لیکن اگر ایسی اخلاقی کمزوری ہو۔ جس سے دوسروں کو بھی نقصان پہونچتا ہو۔ اور اس کے

نقصان کا دائرہ وسیع

ہو۔ تو اس کے انسداد کے متعلق شریعت کا حکم ہے اسے فوراً روکا جائے۔ اور اس کے کرنے والے کو سزا دی جائے ایسے اخلاق جن سے دوسروں کو ضرر پہنچتا ہے۔ سب کے سب اصولی اخلاق کے تحت ہیں۔ ان کے علاوہ فروعی اخلاق ہیں۔ وہ چونکہ روزانہ بدلتے رہتے ہیں اس لئے ان کو کون گن سکتا ہے۔ یہ وہ افعال ہیں۔ جن کے متعلق صوفیاء نے کہا ہے۔ کہ

اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی بدیاں
نچلے درجہ کے لوگوں کی نیکیاں

ہوتی ہیں۔ پس فروعی اخلاق تو حسب مراتب بدلتے چلے جاتے ہیں۔ ان کو گننا مشکل ہے۔ صرف اصولی اخلاق گنے جاسکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر

اصولی اخلاق کی کتاب

بن جائے۔ اور وہ کتاب سب خدام کو پڑھائی جائے۔ اور کوشش کی جائے۔ کہ وہ اسے اچھی طرح یاد کریں۔ تو یہ چیز خدام کے لئے بہت مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر اصولی اخلاق کا انسان کو علم ہو جائے۔ تو فروعی اخلاق کے متعلق خود بخود واقفیت ہو جاتی ہے۔ اصولی اخلاق اور فروعی اخلاق کی مثال بیج اور درخت کی سی ہے۔ بیج کتنا چھوٹا ہوتا ہے۔ مگر اس کا نتیجہ کتنے بڑے درخت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس بیج کے متعلق انسان وہم و گمان بھی نہیں کرسکتا۔ کہ اس سے اتنا بڑا درخت پیدا ہو سکتا ہے۔ اور وہ درخت ہر قسم کے پھل دے سکتا ہے۔ مگر اس چھوٹے سے بیج سے بڑے بڑے درخت پیدا ہوتے ہیں۔ جن کے نیچے لوگ بیٹھتے اور آرام کرتے ہیں۔ ان کے پھل کھاتے ہیں۔ اور دوسرے فوائد ان سے حاصل کرتے ہیں۔ تم بڑ کے درخت کو ہی دیکھ لو اس کا بیج کتنا چھوٹا ہوتا ہے۔ مگر جو درخت اس بیج سے پیدا ہوتا ہے وہ اتنا بڑا ہوتا ہے۔ کہ چار چار سو پانچ پانچ سو تک اس کے نیچے آرام کر سکتے ہیں۔ تو بیج کو دیکھ کر انسان یہ قیاس نہیں کر سکتا کہ اس سے اتنا بڑا درخت پیدا ہو سکتا ہے۔ اسی طرح روحانی اخلاق سے بھی پورے طور پر فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ جب تک کہ ان کی فروع نہ نکلیں۔ اور جس طرح فروع کا اندازہ انسان پہلے نہیں لگا سکتا۔ اسی طرح

فروعی اخلاق کا اندازہ

لگانا بھی مشکل ہے۔ کیونکہ فروعی اخلاق کی یہ حالت ہے۔ کہ ان میں سے بعض اخلاق ایسے ہیں۔ جو ایک وقت ایک شکل میں ہوتے ہیں۔ اور دوسرے وقت دوسری شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ ان کی ایک حالت نہیں رہتی۔ ایک وقت وہ اچھے سمجھے جاتے ہیں۔ اور دوسرے وقت میں وہی اخلاق بُرے سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے فروعی اخلاق کی نگرانی مشکل ہوتی ہے۔ ہاں

صحبتِ صالح

انسان کے اندر جلا پیدا کرتی ہے۔ اور وہ فروعی اخلاق کے متعلق ان کی حالت کے لحاظ سے امتیاز کر سکتا ہے۔ بہرحال پہلے اصولی اخلاق کا جاننا ضروری ہوتا ہے۔ اور

اخلاق کی نگرانی کے لئے

میرے خیال میں ضروری ہے کہ خدام الاحمدیہ اپنے ہاں ایک سیکرٹری مقرر کرے۔ جو اخلاق کی نگرانی بھی کرے۔ اور ساتھ ہی تعلیم کی نگرانی کی طرف خاص توجہ دے۔ جیسا کہ میں نے پرسوں کے خطبہ میں کہا ہے اخلاق کی نگرانی کے لئے تعلیم کی نگرانی ضروری ہے۔ اور یہ اصل کام ہے۔ جہاں جہاں خدام الاحمدیہ کی جماعتیں قائم ہیں۔ وہاں

ایک ایسا سیکرٹری مقرر کیا جائے

جو دس سال سے بیس سال کے لڑکوں کی فہرست تیار کرے۔ کہ کتنے لڑکے اس جماعت میں ہیں۔ ان میں سے کتنے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور کتنے ایسے تعلیم حاصل نہیں کر رہے۔ جو تعلیم حاصل نہیں کر رہے۔ ان کے والدین کو توجہ دلائے۔ کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیم دلائیں اگر اس کے کہنے کے باوجود والدین تعلیم دلانے کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو وہ ایسے طور پر

مرکز میں رپورٹ

کرے کہ مرکز اس کی رپورٹ سے تمام حالات سے آگاہ ہو جائے (افسوس ہے کہ تین ماہ میں اس بارہ میں بھی کوئی کارروائی نہیں ہوئی) بہرحال میں چاہتا ہوں۔ کہ خدام الاحمدیہ جہاں تک ہو سکے

تعلیم کو عام کرنے کی کوشش

کریں۔ یہ ضروری نہیں کہ مدرسے ہی جاری کئے جائیں۔ بلکہ اگر خدام الاحمدیہ ایسا کریں۔ تو میرے نزدیک یہ طول عمل ہوگا میرا مطلب تعلیم کو عام کرنے سے یہ ہے۔ کہ خدام الاحمدیہ نوجوانوں اور بچوں کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھیں۔ جو بچے تعلیم کے قابل ہیں۔ ان کو تعلیم میں لگایا جائے۔ اور

نوجوانوں کے اندر دینی تعلیم کا شوق

پیدا کیا جائے۔ اور وعظ و نصیحت کو کام میں لاتے ہوئے لوگوں کے اندر تعلیم سے دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اور جہاں زیادہ مشکلات ہوں اس کے متعلق مرکز کو اطلاع دیں۔ مرکز جس حد تک ان کی مدد کر سکتا ہو کرے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر خدام الاحمدیہ

پوری محنت اور کوشش

سے کام کریں۔ تو دو تین سال میں تعلیم حاصل کرنے والوں کی تعداد پہلے کی نسبت دگنی تگنی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح

خدام الاحمدیہ کے تبلیغی سیکرٹری

مقرر کئے جائیں۔ ان کا کام یہ ہو۔ کہ وہ خدام کو تبلیغ کی طرف متوجہ رکھیں۔ اور انہیں تحریک کریں۔ کہ وہ تبلیغ کے لئے کچھ نہ کچھ وقت دیا کریں مگر تبلیغ اس طرح نہ کی جائے۔ جس طرح آج کل کی جاتی ہے۔ بلکہ تبلیغ کرنے والے کو دریافت کیا جائے۔ کہ وہ

رشتہ داروں میں تبلیغ

کرنا چاہتا ہے یا دوسرے لوگوں میں اگر وہ رشتہ داروں میں کرنا چاہے تو اسے اس کے مناسب حال معلومات بہم پہونچائی جائیں۔ اگر غیروں میں کرنا چاہتا ہے۔ تو معلوم کرنا چاہئے۔ کہ ہندوؤں کو تبلیغ کرنے کا شوق رکھتا ہے۔ یا سکھوں کو تبلیغ کرنے کا شوق رکھتا ہے۔ یا یہودیوں کو تبلیغ کرنے کا شوق رکھتا ہے۔ یا عیسائیوں میں تبلیغ کرنے کا شوق رکھتا ہے۔ بہرحال جس مذہب سے اسے دلچسپی ہو۔ اس کے متعلق اس کی تیاری کا انتظام کیا جائے۔ وہ انتظام اس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ کچھ لوگ جو

مختلف مذاہب کے متعلق وسیع معلومات

رکھتے ہوں۔ وہ ان مذاہب کے متعلق لیکچر دیں۔ اور خدام کو دلائل وغیرہ نوٹ کرا دیئے جائیں۔ مثلاً ختم نبوت۔ وفات مسیح قرآن مجید کا تحریف سے پاک ہونا۔ ناسخ و منسوخ آیات کے متعلق بحث

الہام کی ضرورت

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی سلسلہ الہام جاری ہے۔ یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کس قسم کی نبوت جاری ہے۔ اس قسم کے سوالات کے جوابات نوٹ کرا دیئے جائیں۔

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینیجر الفضل کو مخاطب کیا جائے۔ نہ کہ ایڈیٹر کو۔

پھر جو نوجوان تبلیغ کے لئے جائیں اور

جو اعتراضات ان پر ہوں

وہ ایک رجسٹر میں درج کئے جائیں۔ اور جو خادم باہر سے آئے وہ تمام اعتراضات جو اس پر تبلیغ کے دوران میں ہوئے ہوں۔ لکھ کر یا لکھوا کر محلہ کے سیکرٹری کو دیدے۔ جو اسے رجسٹر میں درج کر دے اور تبلیغ کے دوران میں اگر کوئی گنوار سے گنوار شخص بھی کوئی اعتراض کرے تو اس کے اعتراض کو اہم تسلیم کرتے ہوئے اس کا جواب دیا جائے۔ اسے یہ کہہ کر خاموش کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ کہ یہ تو جاہلوں اور بیوقوفوں کا سوال ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ

سچ پر ہمیشہ اعتراض ہوتے ہیں

اور سب کے سب خواہ بظاہر معقول نظر آتے ہوں۔ بے وقوفی پر ہی مبنی ہوتے ہیں۔ قرآن کریم پر لوگوں نے جو اعتراض کئے اور جن کا اس نے جواب دیا ہے کیا وہ معقول تھے۔ اگر معقول تھے تو پھر ان کا جواب دینے کی ضرورت کیا تھی۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالے عنہ کے زمانہ میں

ایک سائیں

بھنگ پیا کرتا تھا۔ اور اسے بھنگ پینے کی وجہ سے اکثر قبض رہتی تھی۔ حضرت خلیفہ اول (رضی اللہ تعالے عنہ) اسے شربت بنفشہ اور عرق بادیان دیتے تھے۔ چونکہ شربت میٹھا ہوتا تھا۔ اس لئے وہ ہر روز آجاتا۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہیں ہر روز ہی قبض رہتی ہے۔ کہنے لگا۔ میٹھا شربت مل جاتا ہے۔ اس لئے ہر روز آجاتا ہوں۔ ایک دن اس سے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالے عنہ نے پوچھا۔ سائیں کوئی نماز روزہ بھی کرتے ہو یا نہیں وہ کہنے لگا۔ کہ میں ایسی نماز نہیں پڑھتا جیسی آپ پڑھتے ہیں۔ یہ بھی کوئی نماز ہے۔ کہ اپنے محبوب کے دربار میں گئے اور آدھ گھنٹہ کے بعد پیٹھ پھیر کر بھاگ آئے۔ ہم نے ایسی نماز کی نیت باندھی ہے۔ کہ اگلے جہان ہی چل کر السلام علیکم کہیں گے۔ کسی جاہل نے اسے یہ بتا دیا کہ خدا تعالے کا خیال مستقل نماز ہے۔ جو کبھی نہیں ٹوٹتی۔ اور وہ اسی خیال کو پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اس قسم کے

شبہات اور وساوس

لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور کئی نادان ان پر کاربند بھی ہو جاتے ہیں۔ جب تک ان کو دلائل کے ساتھ رد نہ کیا جائے۔ اس وقت تک ایسے لوگ ہدایت کس طرح پا سکتے ہیں۔ ہم "یہ احمقانہ خیال ہے" کہکر اپنی ذمہ داری سے بری نہیں ہو جاتے۔ پس یہ امر ضروری ہے۔ کہ

ہر محلہ یا شہر میں ایسے رجسٹر

موجود ہوں۔ اور ہر تبلیغ کرنے والے پر جو اعتراضات مخالفین کی طرف سے ہوں۔ وہ اس رجسٹر میں لکھے جائیں۔ اگر خود لکھا پڑھا نہ ہو۔ تو سیکرٹری کو لکھا دے۔ دو تین ماہ کے بعد وہ اعتراضات مرکز میں آجائیں مرکز والے ان اعتراضوں کے جواب شائع کریں۔ ان جوابات میں ہزاروں ہزار آدمیوں کے سوالوں کے جواب آجائیں گے۔ اور جن لوگوں کے دلوں میں ایسے خیالات ہوں گے وہ ان جوابات کو پڑھ کر ان خیالات کو ترک کر دینگے۔ اور اس طرح

ہر مضمون کے متعلق پاکٹ بکیں

بن جائینگی۔ اور تبلیغ کرنے والوں کو تبلیغ میں بہت آسانی ہوگی۔ اور اس کا یہ فائدہ بھی ہوگا۔ کہ سال دو سال میں لوگوں کے ایک معتدبہ حصہ کے مرضوں کی تشخیص ہو جائیگی۔ اور اس بات کا علم ہوتا رہے گا۔ کہ آج کل دشمن کس پہلو سے حملہ کرنا چاہتا ہے۔

عقلمندوں کے سوالوں کا جواب

دینا زیادہ آسان ہوتا ہے۔ بہ نسبت جاہلوں کے سوالوں کے۔ جاہل آدمی طریقت اور شریعت کی الجھنوں میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ مولوی شریعت کے متعلق جو سوال ہوں۔ ان کا جواب تو دے سکتے ہیں۔ لیکن ہم طریقت کے پابند ہیں۔ ہمارے سوالوں کے جواب مولویوں کے پاس نہیں۔ پس ایسے لوگوں کے سوالوں کو اس نگاہ سے دیکھا جائے کہ ہم نے ان کا بھی علاج کرنا ہے۔ تمام دنیا کے لوگ

ارسطو اور افلاطو

نہیں ہو سکتے۔ دنیا میں ہر قسم کے لوگوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ پس جس علم کا کوئی شخص مالک ہو۔ اسی کے مطابق اس سے گفتگو کرنی پڑے گی۔ چونکہ ہم نے

ہر مرض کا علاج

کرنا ہے۔ اور شیطان کے پیدا کردہ وساوس اور شبہات کو دور کرنا ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ہر ایک سوال کا جواب مدلل طور پر دیں۔ یہ طریقہ جو میں نے بیان کیا ہے۔ میرے نزدیک تبلیغی لحاظ سے بہت مفید ہے۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ اگر انجمن دیانتداری سے ان سوالوں کو جمع کرے۔ تو ایک سال کے جمع شدہ سوالوں کے جواب میں دس پندرہ ضخیم کتابیں بن سکتی ہیں۔

پس حق پر جس قدر اعتراض ہوتے ہیں۔ سب ہی غیر معقول ہوتے ہیں۔ صرف فرق یہ ہوتا ہے۔ کہ بعض اس شکل میں پیش کئے جاتے ہیں کہ بہت سے لوگ ان سے دھوکا کھا سکتے ہیں۔ اور بعض اس شکل میں پیش ہوتے ہیں کہ بہت کم لوگ ان سے دھوکا کھا سکتے ہیں۔ پس جب قرآن کریم بھی غیر معقول اعتراضوں کا جواب دیتا ہے۔ تو ہماری کیا ہستی ہے۔ کہ ہم کہیں کہ ہم پر مدلل اور معقول اعتراض کئے جائیں۔ تو ہم جواب دینگے ورنہ نہیں

پس اس بات کا خیال نہ کیا جائے۔ کہ یہ سوال مدلل ہے۔ اور یہ غیر مدلل ہے۔ (مرتبہ مولوی عبدالعزیز صاحب مولوی فاضل)

خوش قسمت کون ہے؟

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی بنصرہ العزیز کا ایک ارشاد ہر احمدی کے سامنے اس لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ کہ وہ غور کر کے دیکھے۔ کہ کیا وہ اس پر عمل پیرا ہے۔ اگر نہیں، تو آج سے دل میں عہد کرے کہ وہ اس پر ضرور عمل کریگا۔ فرمایا:۔

(۱) "ہم پانچ وقت دنیا کے سامنے ایک پروگرام پیش کرتے ہیں۔ کہ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔ اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ

(۲) "ہم اللہ تعالے کی ذات کی اپنے نفسوں کے مقابل میں۔ اپنی حاجات کے مقابل میں۔ اپنی اولادوں کے مقابل میں۔ اپنے مالوں کے مقابل میں کیا نسبت قائم کرتے ہیں؟

(۳) "اگر ہم اللہ تعالے کی ذات کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اپنے مالوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اپنی اولادوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ تو ہم یقیناً خوش قسمت ہیں"۔

(۴) "لیکن اگر ہم اللہ تعالے کی ذات کو اپنے نفسوں پر۔ اپنے مالوں پر۔ اپنی اولادوں پر ترجیح نہیں دیتے۔ تو ہمارے جیسا بد قسمت روئے زمین پر کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور ہمیں اپنے انجام کی فکر کرنی چاہئے"۔

(۵) حضور کا یہ ارشاد پڑھ کر آپ غور کریں۔ اور اپنی جان کے متعلق فیصلہ کریں۔ کہ کیا آپ اپنے نفس۔ اپنے مال اور اولاد پر اللہ تعالے کو مقدم کر رہے ہیں۔ اگر نہیں۔ تو آپ کو فکر ہونی چاہئے ہر احمدی جو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ اللہ تعالے کی راہ میں اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت کے لئے تحریک جدید کے جہاد میں شامل ہو۔ کیا آپ تحریک جدید کے جہاد کبیر میں حصہ لے رہے ہیں۔ اگر لے رہے ہیں۔ تو یقیناً آپ خوش قسمت ہیں۔ ورنہ آپ آج ہی تحریک جدید کے دفتر اول کے بارھویں سال میں یا دفتر دوم کے سال دوم میں شمولیت کی سعادت حاصل کریں۔ اور اپنا وعدہ لکھ کر اپنے مقدس امام کے حضور پیش کر دیں۔ اللہ تعالے توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار برکت علی خان فنانشل سکرٹری تحریک جدید

ضروری اعلان

مسماۃ نجستاوی قوم ارائیں ساکن رام پور متصل قادیان کی زمین رام پور میں تقریباً نو گھماؤں فروخت ہو رہی ہے۔ اس کے متعلق اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ کوئی احمدی دوست یہ زمین نہ خریدے۔

(ناظر امور عامہ)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ امام جماعت احمدیہ کا نہایت ضروری پیغام

جماعت ہائے احمدیہ پنجاب اور مسلم ووٹران تحصیل بٹالہ کے نام

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ذیل کا پیغام جماعت ہائے احمدیہ پنجاب کے لئے عموماً اور احمدی وغیر احمدی ووٹران تحصیل بٹالہ کے لئے خصوصاً تحریر فرمایا ہے۔ جو قادیان کے ایک پبلک جلسہ میں مورخہ ۱۸ جنوری کی شام کو پڑھ کر سنایا گیا۔ اور اب بیرونی احباب کی اطلاع اور راہ نمائی کے لئے "الفضل" میں شائع کیا جاتا ہے۔ امید ہے احباب نہ صرف خود اس پر عمل پیرا ہونگے۔ بلکہ اپنے غیر احمدی دوستوں تک بھی اسے پہنچا کر انہیں اس بہترین مشعل ہدایت پر عمل کرنے کی تحریک فرمائیں گے ؛ ایڈیٹر

برادران جماعت احمدیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ چند دنوں میں سارے پنجاب میں اسمبلی کے لئے انتخابات شروع ہو جائیں گے۔ ہماری جماعت ایک مذہبی جماعت ہے۔ مگر جو حق قانون نے اسے دیا ہے کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ اسے ترک کرے۔ پنجاب میں ہماری جماعت چار یا پانچ لاکھ ہے۔ اور کوئی پچاس ہزار کے قریب احمدی ووٹ ہیں۔ اکثر جگہوں پر یہ ووٹ یا مسلم لیگ یا یونینسٹ پارٹی کو مل رہے ہیں۔ اور بالعموم مقامی جماعتوں کی اکثریت کی رائے کے مطابق مل رہے ہیں۔ مرکز نے اپنی طرف سے کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ سوائے چند گنتی کے مقامات کے۔

مجھے افسوس ہے کہ بہت سی جماعتوں نے جماعتی فوائد کو نظر انداز کرتے ہوئے ذاتی تعلقات یا ذاتی دشمنیوں کی وجہ سے فیصلے کئے ہیں۔ اور مَیں نے ان کے فیصلوں کو تسلیم کر لیا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ اس کا نتیجہ جماعت کے لئے بُرا نکلے گا۔ اور ان لوگوں کو بعد میں پچھتانا پڑیگا۔ جبکہ وُہ اپنے فعل کے بُرے نتیجہ کے اثر کو شائد اپنے اور اپنے عزیزوں کی قربانی ہی سے مٹا سکینگے۔ اور شائد منافقوں کی طرح اپنے آپ کو سلسلہ سے الگ کر کے اپنی جان بچا سکینگے۔ بعض جماعتوں نے اخلاص کا اعلےٰ نمونہ بھی دکھایا ہے۔ اور زور کے ساتھ اصرار کیا ہے۔ کہ ان کے ووٹ مرکزی مصالح کو پُورا کرنے کے لئے حاضر ہیں۔ ہم نے اس پیشکش کو منظور کیا یا نہیں۔ لیکن ان لوگوں نے اپنے ایمان کا ثبوت دے دیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ مجھے امید ہے کہ دوسرے گروہ کی غلطیوں سے جب جماعت پر ابتلاء آئینگے تو اس وقت بھی یہ ناکردہ گنہ ہی اپنی قربانیوں کو پیش کر کے دوسری دفعہ جماعت کا ستون ثابت ہونگے ؛

احباب کو معلوم ہے کہ بٹالہ کے حلقہ سے زمینداروں کے صحیح نمائندے چوہدری فتح محمد صاحب سیال کھڑے ہیں۔ انکے احمدی ہونیکی وجہ سے احمدیوں کے مفاد بھی ان کے ہاتھ میں محفوظ ہو سکتے ہیں افسوس کہ باوجود انتخابات کی بنیاد سیاست پر ہونے کے اور باوجود اس کے کہ ہم نے اس معاملہ میں مذہب کو داخل نہیں ہونے دیا اور تمام پنجاب میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ یہاں بعض لوگ محض احمدیت کی وجہ سے چوہدری صاحب کی مخالفت کر رہے ہیں حالانکہ اگر فرض کرو چوہدری صاحب احمدیہ جماعت ہی کے نمائندہ ہوتے تو بھی تو اس قسم کا سوال اٹھانے کا موقعہ نہ تھا۔ کیونکہ دوسری ایسی جگہوں پر احمدی دوسرے فرقوں کے لوگوں کے حق میں ووٹ دینگے لیکن یہ بات بالکل غلط ہے حق یہ ہے کہ اس تحصیل میں سوائے ان کے اور کوئی یہاں کی آبادی کی اکثریت کا نمائندہ نہیں اور احمدی اور غیر احمدی کا سوال بالکل غلط اور بے موقعہ ہے۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ وہ تمام احباب جن پر میری بات کا کوئی اثر ہو سکتا ہے تکلیف اٹھا کر بھی اور قربانی کر کے بھی آنے والے چند دنوں میں چوہدری فتح محمد صاحب کے حق میں پراپیگنڈا کرینگے اور جب ووٹ کا وقت آئیگا تو کسی قربانی سے بھی دریغ نہ کرتے ہوئے اپنے مقررہ حلقہ میں پہنچکر ان کے حق میں ووٹ دینگے میں اسکے مقابل پر چوہدری فتح محمد صاحب کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے دل میں فیصلہ کر لیں کہ اگر اللہ تعالےٰ انہیں کامیاب کر دے تو وہ اپنی تحصیل اور اپنے صوبہ کی دیانت داری اور محنت سے خدمت کرینگے اور اپنے حلقہ کی ضرورتوں کو حکومت کے سامنے بار بار لا کر انہیں پورا کروانے کی کوشش کرینگے اور اپنی کامیابی کو ذاتی کامیابی نہ سمجھینگے بلکہ اپنے حلقہ انتخاب کی ایک امانت قرار دیتے ہوئے اس امانت کو پوری طرح ادا کرنے کی سعی میں لگے رہینگے۔ اور غیر زمینداروں اور زمینداروں غریبوں اور امیروں سب کے حقوق کی حفاظت کو اپنا مقدم اور ضروری فرض سمجھینگے۔ آمین ؛

والسلام

خاکسار: مرزا محمود احمد

۴۶/۱/۱۸

لنڈن میں تبلیغ اسلام

مکرم جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد احمدیہ کی تبلیغی رپورٹ

ہائڈ پارک میں اسلام کی فضیلت اور عالمگیر مذہب ہونے پر تقریریں

فلسطین کے متعلق یہود سے دلچسپ گفتگو

کالی بھیڑوں کا دلچسپ لطیفہ

مکرم جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد احمدیہ لنڈن و انچارج احمدیہ مشن اپنی تازہ رپورٹ میں جو بذریعہ ہوائی ڈاک موصول ہوئی ہے۔ ہائیڈ پارک میں جو لنڈن کا ایک مرکزی مقام ہے تبلیغی تقریروں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

عیسائیت اور اسلام کی تعلیم کا مقابلہ

ایام زیر رپورٹ میں تین چار مرتبہ ہائڈ پارک میں تقریریں کی گئیں۔ ایک تقریر میں جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ اور آپ کی تعلیم کے عالمگیر ہونے کا ذکر کیا۔ تو ایک شخص نے نہایت وثوق اور یقین سے کہا۔ کچھ بھی ہو مسیح نے پہاڑی وعظ میں جو تعلیم دی وہ بے نظیر اور سب تعلیموں سے اعلےٰ ہے۔ میں نے جواب دیا۔ قرآن کریم کی تعلیم اس سے بہت زیادہ اچھی اور مکمل ہے۔ آپ بے شک کوئی بات بیان کریں میں اس سے اچھی قرآن مجید سے پیش کر دوں گا۔ اس پر اس نے کہا مسیح نے یہ تعلیم دی ہے۔ کہ اگلوں سے کہا گیا تھا خون نہ کر۔ اور جو کوئی خون کرے گا۔ وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر بغیر سبب (انگریزی انجیل میں With out cause یعنی بغیر سبب کے الفاظ ہیں لیکن اردو ترجمہ میں سے نکال دیئے گئے ہیں) غصے ہوگا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا۔ میں نے جواب دیا بیشک یہ تعلیم اچھی ہے۔ لیکن پہلے کسی نبی نے بھی یہ تعلیم نہیں دی تھی۔ کہ بغیر سبب کے اپنے بھائی پر ناراض ہونا اچھا ہے۔ انسانیت کا یہی تقاضا ہے کہ بغیر سبب کے ناراض نہ ہو۔ اور یہ کوئی قابل تعریف بات نہیں ہے۔ لیکن قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جنت جو خدائی رضا کا مقام ہے۔ یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو متقی ہیں۔ والکاظمین الغیظ۔ اور وہ باوجود غصہ کے اسباب کی موجودگی کے اپنے غصے کو روک لیتے ہیں۔ پھر فرمایا۔ کہ اس سے اوپر ایک اور درجہ ہے۔ اور وہ والعافین عن الناس کا ہے۔ یعنی نہ صرف یہ کہ وہ ناراضگی کا اظہار نہیں کرتے۔ بلکہ وہ لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایک شخص غصہ دلانے والے فعل کا مرتکب ہو۔ اور دوسرا شخص غصہ کا اظہار نہ کرے۔ لیکن دل میں ناراضگی محسوس کرے۔ یا غصہ دلانے والے کو یہ خیال رہے۔ کہ وہ دل میں ضرور ناراض ہوگا۔ تو وہ معاف کر کے اس شبہ کا بھی ازالہ کر دیتے ہیں۔ پھر فرمایا اس سے اوپر ایک اور درجہ ہے۔ اور وہ احسان کا ہے۔ واللہ یحب المحسنین نہ صرف یہ کہ وہ معاف ہی کرتے ہیں۔ بلکہ اس وقت وہ دوسرے پر احسان بھی کرتے ہیں۔ اور جب انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اور محض خدا کی رضا کے حصول کے لئے اپنے جذبات کو دبا کر بنی نوع کی ہمدردی میں لگ جاتا ہے۔ تو اس وقت وہ خدا کا محبوب بن جاتا ہے۔ یہ ایسی کامل تعلیم ہے۔ کہ اس سے اوپر اور کوئی درجہ تجویز نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے بعد اس نے ایک دو اور باتیں پیش کیں۔ لیکن میرے جوابات سن کر خاموشی کے ساتھ چلا گیا۔

مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب کی تقریر

جناب مولوی صاحب موصوف کی اس رپورٹ سے یہ خوشکن بات بھی معلوم ہوئی ہے۔ کہ ہمارے نئے مجاہدین نے بھی پبلک میں کامیاب تقریریں کرنی شروع کر دی ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔ ۱۸ نومبر بروز اتوار پھر ہائڈ پارک میں تقریروں کا انتظام کیا گیا۔ پہلے چوہدری مشتاق احمد صاحب نے اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے پر تقریر کی۔ اور اسلام کی تعلیم کے عالمگیر ہونے کی چند مثالیں پیش کیں۔ نیز بتایا کہ اسلامی تعلیم کی رو سے تمام گذشتہ انبیاء پر جو مختلف قوموں کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے ایمان لانا ضروری ہے۔ اس کے بعد انہوں نے چند سوالوں کے جوابات دئیے۔

یہود سے فلسطین کے متعلق دلچسپ گفتگو

اس رپورٹ میں ایک نہایت دلچسپ چیز یہود کے ساتھ وہ گفتگو ہے جس میں یہودی نمائندوں نے فلسطین میں داخل ہونے کے متعلق اپنا مذہبی حق ثابت کرنے کی کوشش کی۔ لیکن مجاہد اسلام جناب شمس صاحب نے ان کے دلائل کو ایسی عمدگی اور خوبی کے ساتھ رد کیا۔ کہ یہودی اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ اور اس مجلس میں جسقدر مسلمان اور عرب موجود تھے۔ وہ نہایت ہی خوش ہوئے۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں:۔

اس روز یہودی بہت سے جمع ہو گئے۔ انہوں نے فلسطین کے متعلق سوالات شروع کر دئیے۔ میں نے کہا ہر عقلمند یہی کہے گا۔ کہ باشندگان فلسطین کا حق ہے کہ وہ وہاں حکومت کریں۔ غیر اقوام کا یہ حق نہیں۔ کہ وہ ان کی خلاف مرضی یہودیوں کو وہاں بسائیں۔ ایک یہودی نے کہا ہمارا حق ہے۔ کیونکہ بائیبل میں خدا نے ابراہام سے یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے ایسا دوں گا۔ کہ وہ دائمی ملکیت ہو جائے۔ میں نے کہا یہ درست ہے۔ لیکن ابراہیم علیہ السلام کی نسل تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھی تھے۔ جیسا کہ پیدائش ۱۲/۱۲ سے ظاہر ہے۔ جب یہود صحیح راستہ سے دور جا پڑے۔ اور حضرت مسیحؑ کو نہ مانا۔ تو ان کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے پیشگوئی کرا دی کہ اب یہود سے آسمانی بادشاہت چھین لی جائے گی اور دوسری قوم کو دی جائیگی اور وہ بنی اسماعیل ہیں جو عرب ہیں پس اس پیشگوئی کے مطابق عرض کنعان مسلمان عربوں کے قبضہ میں رہی۔

ایک یہودی نے کہا۔ جب مسیح کے بعد یہود سے یہ زمین لے لی گئی تو مسلمانوں کے قبضہ میں کب آئی وہ تو رومیوں کے پاس چلی گئی۔ میں نے کہا حضرت ابراہیمؑ سے کنعان کی زمین کے دینے کا جو خدا نے وعدہ کیا تھا وہ کب پورا ہوا۔ وہ اس وعدہ کے تقریباً پانچ چھ سو سال بعد جا کر پورا ہوا تھا۔ جب یہود کو بادشاہت ملی۔ اسی طرح جب ان سے فلسطین کا ملک دوسروں کے قبضے میں چلا گیا۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی دوسری نسل کو ملنے کا فیصلہ ہوا۔ تو وہ بھی چھ سو سال کے عرصہ کے بعد ملا۔ ایک نے کہا یہ ملک ہمارا تھا ہم اس میں ایک ہزار سال تک رہے۔ میں نے کہا اس سے یہود کا حق ثابت نہیں ہو جاتا۔ جو حوالہ تم نے پیش کیا ہے اسی سے ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم کنعان کی زمین میں پردیسی تھے وہ بابل کے علاقے سے آئے تھے۔ اور جس رنگ میں یہودیوں نے فلسطین پر قبضہ کیا تھا بائبل کی رو سے انہوں نے دوسروں کی تباہی کے وہی طریق اختیار کئے تھے۔ جو اس جنگ میں جرمنوں نے کئے۔ اگر اس طرح کسی ملک پر قبضہ کرنے سے وہ ملک حملہ آوروں کا ہو سکتا ہے۔ تو پھر ہٹلر بھی حق دار بن سکتا تھا۔

غرضیکہ اس روز یہودی سخت ناراض دکھائی دیتے تھے۔ جو مسلمان حاضر تھے جن میں سے بعض عرب بھی تھے وہ بہت خوش ہوئے۔

اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے پر چوہدری عبد اللطیف صاحب کی تقریر اور سوال و جواب

۲۵ نومبر کو ہائڈ پارک میں تقریروں کا پھر انتظام کیا گیا۔ اور مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب بی۔اے احمدی مجاہد نے اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے پر تقریر کی۔ آپ نے نہایت عمدگی کیساتھ بتایا کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے

جس نے اپنے عالمگیر ہونے کا دعویٰ کیا کسی اور مذہب نے قطعاً یہ دعویٰ نہیں کیا۔

دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ اسلام تمام انبیاء کی صداقت کا اعلان کرتا اور اپنے پیروؤں سے منواتا ہے۔ تیسری خاص بات یہ ہے۔ کہ اسلام ایک قادر اور زندہ خدا پیش کرتا ہے۔ جو اب بھی اپنے محبوب بندوں سے اسی طرح کلام کرتا ہے جسطرح پہلے کیا کرتا تھا۔ اور اس کے ثبوت میں حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے بعض وہ رؤیا پیش کئے۔ جو گذشتہ جنگ کے متعلق تھے۔ اور جو نہایت غیر معمولی حالات میں نہایت صفائی کے ساتھ پورے ہوئے۔

تقریر کے بعد جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس نے انہی امور پر روشنی ڈالی۔ اور پھر ڈیڑھ گھنٹہ تک مختلف لوگوں کے سوالات کے جواب دئیے۔ سوالات زیادہ تر حضرت مسیح کی دعوت کے عالمگیر یا صرف بنی اسرائیل کے لئے مخصوص ہونے کے متعلق تھے۔

مکرم شیخ ناصر احمد صاحب کی تقریر

۱۶ دسمبر کو ہائڈ پارک میں مکرم شیخ ناصر احمد صاحب مجاہد نے تقریر کی۔ جس میں دیگر مذاہب کے مقابلہ میں اسلامی تعلیم کی برتری ثابت کرتے ہوئے اسلام میں مکالمہ الٰہیہ کی نعمت کا ذکر کیا۔ اور ثبوت میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے بعض رؤیا اور کشوف پیش کئے۔ جن میں نہایت اہم امور کے متعلق قبل از وقت اطلاع دی گئی تھی۔ اور پھر وہ امور ظاہری حالات کے بالکل خلاف ہونے کے باوجود پورے ہوئے۔

کالی بھیڑیں

اس کے بعد جناب مولوی جلال الدین صاحب نے ایک گھنٹہ تک مختلف سوالات کے جواب دئیے۔ اس موقعہ پر تین چار بوڑھی عورتیں بھی موجود تھیں۔ جو ہر بات پر بیہودہ شور مچاتیں اور جواب بھی نہ سنتیں۔ جناب مولوی صاحب۔ ان کے ایک سوال کے جواب میں یہ کہہ رہے تھے۔ کہ مسیح کے اس قول سے کہ "میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس گلے کی نہیں"۔ مراد وہ بنی اسرائیل ہیں جو دوسرے ملکوں میں آباد تھے۔ آپ نے اس کی تشریح کرنے کے لئے جب یہ سوال اٹھایا۔ کہ یہ دوسری بھیڑیں کون ہیں۔ تو جناب مولوی صاحب کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی۔ ان چاروں عورتوں نے ہاتھ اوپر کو اٹھا دئیے۔ اور بلند آواز سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ We are. We are. We are. ہم ہیں ہم ہیں ہم ہیں۔ میں نے کہا۔ Then you are black sheep پھر تم کالی بھیڑیں ہو۔ اتفاق یہ ہوا۔ کہ وہ چاروں عورتیں کالے کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ اس مناسبت کو دیکھ کر سب حاضرین ہنس پڑے۔ اور بعض نے انہیں خوب شرمندہ کیا۔

دو اور تبلیغی تقریریں

۲۳ دسمبر کو چوہدری مشتاق احمد صاحب نے تقریر کی۔ اور تقریر کے متعلق سوالات کے جواب دئیے۔ نیز مکرم شیخ ناصر احمد صاحب نے حضرت مسیح کی آمد ثانی پر تقریر کی۔ اور سوالات کے جوابات دئیے۔

متفرق امور

جناب مولوی صاحب موصوف نے اپنی اس رپورٹ میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایام زیر رپورٹ میں قاری غلام مجتبیٰ صاحب کے صاحبزادے عبداللہ مصطفےٰ صاحب نیروبی سے لنڈن تشریف لائے۔ اگرچہ وہ بیرسٹری کے متعلقہ امتحانات پاس کر چکے ہوئے ہیں۔ لیکن تاہم ڈنرز وغیرہ کے لئے انہیں تقریباً ایک سال لگانا پڑتا تھا۔ مگر انہیں ان کی درخواست پر مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔ اب جنوری کے آخر میں باقاعدہ طور پر بیرسٹر کہلائے جائیں گے

عزیزم کیپٹن مختار احمد صاحب بخاری نے نیشنل و بیٹرنری میڈیکل ایسوسی ایشن آف گریٹ برٹن اینڈ آئرلینڈ کے ممبر بننے کے لئے درخواست دی تھی۔ انہیں کونسل نے دسمبر کے اجلاس میں بالاتفاق رائے ایسوسی ایشن کا ممبر بنا لیا ہے۔ اللہ تعالےٰ دونوں دوستوں کو خدمت اسلام کی توفیق بخشے۔

یورپ میں تبلیغ اسلام کرنیوالے احمدی مجاہدین کا وفد

دنیا کی دو مشہور خبر رساں ایجنسیوں "گلوب" اور "رائٹر" کی نظر میں

ہمارے مبلغین کے ایک وفد نے جو ۹ سرفروش مجاہدین پر مشتمل ہے۔ اور ۱۸ دسمبر کو قادیان سے روانہ ہوا تھا۔ جب انگلستان کی سرزمین پر قدم رکھا۔ تو انگریزی پریس کے نمائندوں نے اس کا نہایت موزون الفاظ میں اپنے اخبارات میں ذکر کیا۔ اور فوٹو بھی شائع کئے۔ اس وفد کے متعلق مشہور امریکن خبر رساں ایجنسی "گلوب" نے کسی قدر تفصیلی اور "رائٹر" ایجنسی نے مختصر حالات جو اکناف عالم میں پہنچائے وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱)

لنڈن ۱۵ جنوری:۔ انگلستان میں پٹنی (لنڈن) کی مسجد کو ہندوستان کی جماعت احمدیہ کے مرکز دعوت و تبلیغ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جنگ کی وجہ سے یورپ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغ اسلام کا سلسلہ رکا ہوا تھا۔ مگر اب اسے پھر شروع کر دیا گیا ہے (اس میں اضافہ کیا گیا ہے) ملک عطاء الرحمن کے زیر قیادت ۹ مبلغوں کا دستہ قادیان سے یہاں پہنچ چکا ہے۔ جنہیں برطانیہ فرانس ہسپانیہ۔ جرمنی اور اٹلی میں بھیج دیا جائیگا۔ جماعت احمدیہ کا مرکز قادیان ہے جو پنجاب میں واقع ہے۔ توقع ہے کہ وہاں سے اور مبلغ بھی یہاں پہنچ جائیں گے۔ اور انہیں ہنگری، ہالینڈ اور دوسرے مغربی ممالک میں بھیجا جائے گا۔

یہ مبلغین کا دستہ پٹنی کی مسجد میں فروکش ہے تبلیغ کے لئے باہر بھیجے جانے سے پہلے انہیں اس مسجد میں تربیت دی جائے گی۔ اس تربیت میں ان ممالک کی زبان بھی شامل ہے جہاں انہیں تبلیغ کے لئے جانا ہے۔ اس کے علاوہ انہیں مغربی رسم و رواج اور مغربی طرز زندگی سے بھی آگاہی حاصل کرنی ہے۔

مسجد کے امام مولوی جلال الدین شمس سیکھوانی نے "گلوب" کے نمائندہ سے بیان کیا۔ کہ ہمارے خیال میں اسلام کو یہ بہت بڑا موقع ملا ہے کہ یورپ میں امن بحال کرے جنگ نے یورپ کا کچومر نکال دیا ہے۔

ہمارے مبلغ پر امن طریقوں سے اسلام کے نصب العین اور نظریوں کی تبلیغ کریں گے۔ کتابیں تقسیم کی جائیں گی۔ اور تقریریں ہوں گی مختلف انجمنوں سے وابستگی کا سلسلہ قائم کر کے تبادلہ خیال ہوتا رہے گا۔ مغربی مصنفوں نے ہمارے مذہب کو غلط پیش کیا ہے۔ ہم نے اس کے خلاف بھی مصروف جہاد ہونا ہے۔ اہل مغرب نے اسلام کو غلط سمجھا ہے۔ اب ہمارا کام یہ ہے۔ کہ ہم اسلام کی صحیح تصویر پیش کریں۔

جماعت احمدیہ کا صرف یورپین مشنری اپنی سرگرمیوں کو تیز تر نہیں کر رہا۔ بلکہ کرہ عرض کے طول و عرض میں مبلغ بھیجے جا رہے ہیں۔ ایک احمدی تبلیغی وفد سید سفیر الدین بشیر احمد کے زیر قیادت مغربی افریقہ جانے والا ہے۔

پٹنی کی مسجد میں تربیت کا انتظام مسٹر مشتاق احمد صاحب باجوہ کے سپرد ہے۔ جو حال ہی میں قادیان سے یہاں پہنچے ہیں۔ آپ امام جلال الدین صاحب شمس کے جانشین ہوں گے۔ جو مراجعت فرمائے قادیان ہو رہے ہیں۔ (گلوب)

(۲)

لنڈن ۱۵ جنوری:۔ لورپول سے ۹ احمدی مبلغین کی ایک جماعت کل رات گئے لورپول سے لنڈن پہنچی اور پٹنی کی مسجد میں تبلیغی نقشہ تیار کر رہی ہے۔ یہ حضرات ہندوستان سے "سٹی آف اگزیٹر" جہاز میں لورپول پہنچے تھے۔ مسجد پٹنی کے امام ان جماعت کے نوجوان ممبروں سے ہیں۔ یہ تیرہ گز تیرہ مسجد کے خوشنما صحن میں چہل قدمی کرتے رہے۔ اور تجویزیں مرتب کرتے رہے۔ یہ حضرات انگلستان میں چھ مہینے گزاریں گے۔ اور یورپ کی زبانیں سیکھیں گے۔ انہیں تین سال یورپ میں گزارنے ہوں گے۔ اس کے بعد وہ قادیان واپس چلے جائینگے اور انکی جگہ اور لوگ آ جائیں گے۔ اس جماعت کا سب سے کم عمر رکن مسٹر چوہدری (۲۲ سال) اور سب سے بڑے کی عمر ۴۴ سال ہے۔ یہ سب کے سب احمدی ہیں۔ اور انکی آمد سے برطانوی جائزہ نگاروں کیلئے دلچسپی کا نیا سامان

کولمبو کے ایک نہایت مخلص بزرگ کا انتقال

کولمبو میں جناب سی۔ ایچ مختار صاحب جماعت احمدیہ سیلون کے اولین احمدیوں میں سے تھے۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بیعت کی تھی۔ صرف چند روزہ علالت کے بعد آپ نے ۲۵ ماہ صلح ۱۳۲۵ھش بروز شنبہ وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی عمر اس وقت اسی سال سے زائد تھی۔ آپ بہت مخلص احمدی تھے۔ اصل وطن ملایا تھا۔ وہاں سے چالیس سال پیشتر کولمبو میں آئے اور رجسٹرار شادی کے عہدہ پر کام کرتے رہے۔ اس کے بعد یہاں بس گئے۔ آپ کا مکان انجمن سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور ایک ٹانگ اچھی طرح کام بھی نہیں کرتی تھی۔ باوجود اس کے ہر جمعہ میں تشریف لاتے۔ بہت ہم ملنسار طبیعت تھی۔ ہر ایک سے محبت اور پیار سے ملتے۔ جماعت کولمبو کیلئے مرحوم کی وفات ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلےٰ درجات عطا فرمائے۔ اور آپ کے تمام عزیزوں کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ سید شریف احمد (عزاز) از کولمبو۔

جناب حاجی چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے کو پنجاب اسمبلی کے حلقہ بٹالہ سے کامیاب بنانے کیلئے شاندار جلسہ

جناب چوہدری صاحب اپنے حلقہ میں دوسرے امیدواروں سے زیادہ قابل موزون اور تجربہ کار ہیں

قادیان ۱۸ ماہ صلح۔ آج بعد نماز مغرب مسجد اقصٰے میں جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر اعلےٰ کی صدارت میں الکیشن کے متعلق نہایت اہم جلسہ منعقد ہوا۔ جسکی مختصر روئیداد پیش کی جاتی ہے:۔ تلاوت مختار احمد صاحب نے کی اور نظم فصیح الدین صاحب نے پڑھی۔ اسکے بعد حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا وہ پیغام پڑھ کر سنایا۔ جو اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج ہے۔

جناب مولوی ابوالعطاء صاحب جالندہری کی تقریر

جناب مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا۔ ہر وہ ملک جس پر غیر ملکی سلطنت مسلط ہو۔ چاہتا ہے کہ آزاد ہو۔ اسی کے مطابق آج ہندوستان بھی آزاد ہونیکی کوشش کر رہا ہے۔ اور غیر ملکی حکومت کہتی ہے۔ کہ وہ ہندوستان کو آزاد کرنے کے لئے تیار ہے۔ بشرطیکہ اہل ہند اپنے آپکو اس آزادی کا اہل ثابت کریں۔

آزادی کی اہمیت ثابت کرنے کی ایک شکل موجودہ انتخابات ہیں۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ انہی لوگوں کو ووٹ دیئے جائیں۔ اور اپنا نمائندہ بنایا جائے۔ جو اس کے پوری طرح اہل ہوں۔ اور کماحقہ اس علاقہ کی نمائندگی کرسکیں اور اس حلقہ کے لوگوں کے حقوق کی پوری طرح نگرانی کرسکیں۔

اصل میں ہمارا منتہائے مقصود اللہ تعالےٰ کے دین کی اشاعت اور مذہبی امور میں دلچسپی لینا ہی ہے لیکن باوجود اس کے ہم ان اثرات سے نہیں بچ سکتے۔ جو سیاسی طور پر ہم پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس لئے کبھی کبھی سیاسیات کی طرف بھی توجہ کرنی ہی پڑتی ہے اور موجودہ انتخابات میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعلان کے مطابق ہماری جماعت نے ان نمائندگان کے حق میں ووٹ دیئے ہیں۔ جو مسلم لیگ کی طرف سے مرکزی اسمبلی کے لئے کھڑے ہوئے۔ تاکہ مسلمانوں کے مفاد کو نقصان نہ پہنچے۔ حالانکہ ان میں ایسے لوگ بھی تھے۔ جو ہمارے ہمیشہ سے مخالف ہیں۔ جیسے اخبار زمیندار کے مالک مولوی ظفر علی صاحب۔

ہمارے مفاد کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہمارے مرکز میں سے جس پر لاکھوں انسانوں کی نظریں ہیں۔ ایک نمائندہ ہو۔ چنانچہ ہمارے اس حلقہ میں سے جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ اس حلقہ کی نمائندگی اور ہمارے حقوق کی پوری پوری حفاظت کے ہر طرح سے اہل ہیں۔ علاوہ ازیں بلحاظ قابلیت۔ علم و استعداد بھی نہایت موزون ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اس حلقہ سے جناب چوہدری صاحب کے سوا اور کوئی عمدگی سے نمائندگی نہیں کرسکتا۔ اس لئے ہر احمدی کو چاہیئے۔ کہ آپ کے حق میں ووٹ دے۔ قربانی کرکے اور تکلیف اٹھا کر بھی ووٹ دے۔ بلکہ جہاں تک ہوسکے۔ اپنے حلقہ اثر سے اپنے واقف کاروں۔ اپنے رشتہ داروں سے اور عزیزوں سے بھی ووٹ دلائے۔ اور ان کو سمجھائے۔ کہ جناب چوہدری صاحب موصوف ہر طرح سے قابل اور اس حلقہ کے امیدواروں میں سے آپ ہر لحاظ سے نمایاں فوقیت رکھتے ہیں۔

اس وقت سوال مسلم قوم کی نمائندگی کا ہے۔ اس لئے نمائندے بھی ایسے ہونے چاہئیں۔ جو صحیح نمائندگی کرسکیں۔ اور جماعت احمدیہ علی وجہ البصیرت اس بات پر قائم ہے۔ کہ جناب چوہدری صاحب ہی اس علاقہ میں اس بات کا حق رکھتے ہیں۔ پس جناب چوہدری صاحب موصوف کے متعلق مبنی بر حقائق پروپیگنڈا کرنا نہ صرف جائز ہے۔ بلکہ مسلم حقوق کی حفاظت کے اہم فرض کو پورا کرنا ہے یہی وقت ہے مسلمانوں کو اپنا سیاسی مستقبل شاندار بنانے کا۔ اور اس کا طریق یہ ہے کہ اسمبلیوں میں ایسے نمائندے جائیں۔ جو ان کی صحیح نمائندگی کرسکیں۔ اور یہ امر ظاہر ہے۔ کہ جناب چوہدری صاحب بلحاظ علم۔ قابلیت اور زمینداروں کی فلاح و بہبودی کا خیال رکھنے کے ہر طرح اس کے اہل ہیں پس اس حلقہ کے ووٹروں کو چاہیئے کہ وہ اپنا مستقبل شاندار بنانے کے لئے تعاون کا ہاتھ بڑھائیں جس طرح کہ جماعت احمدیہ تعاون کا ہاتھ بڑھاتی رہی ہے اگرچہ یہ کام بہت جدوجہد اور کوشش چاہتا ہے۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ جناب چوہدری صاحب کی کامیابی اس حلقہ کے زمینداروں اور دوسرے لوگوں کی صحیح اور درست نمائندگی کی ضمانت اور گارنٹی ہے۔ چونکہ کچھ لوگ مذہب کے نام پر صریح غلط پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ اور وہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ چوہدری صاحب احمدی ہیں۔ اسلئے انہیں ووٹ نہ دیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ احباب جماعت لوگوں پر جناب چوہدری صاحب کی استعداد اور قابلیت اور موزونیت واضح کریں۔ دعا سے بھی کام لیں۔ کہ اللہ تعالےٰ تمام مشکلات دور کردے۔

مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر کی تقریر

آپنے فرمایا اس وقت ہندوستان سیاسی لحاظ سے ایک نازک مرحلے پر ہے۔ کانگرس اور مسلم لیگ کے اختلافات زوروں پر ہیں ان حالات میں جماعت احمدیہ نے ہندوستان میں مسلم لیگ کو ووٹ دیئے ہیں۔ لیکن جب تحصیل بٹالہ کے حلقہ سے نہایت قابل نمائندہ کھڑا کیا تو لیگ نے مخالفت شروع کردی۔ حلقہ بٹالہ سے تین امیدوار ہیں۔ لیکن علم۔ عمل۔ قابلیت اور نمائندگی کی صلاحیتوں کے لحاظ سے کوئی عقلمند اور سمجھدار انسان اس حقیقت کا انکار نہیں کرسکتا۔ کہ جناب چوہدری صاحب سب سے زیادہ موزوں اور صحیح نمائندگی کرنے کے اہل ہیں۔

اس وقت میں قادیان کے اصحاب کے سامنے دس مطالبات پیش کرتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ حضور کا پیغام سننے کے بعد احباب ان کو نہایت عمدگی سے پورا کریں گے۔ (۱) اس جلسہ میں جو لوگ موجود ہیں۔ وہ ان لوگوں کو جو اس جلسہ میں نہیں آسکے۔ اسکی اہمیت بتائیں۔

(۲) محلہ وار جلسے کئے جائیں۔ اور اس حلقہ کے لوگوں پر انتخاب کی اہمیت واضح کی جائے۔

(۳) قادیان کے رہنے والے جو اصحاب باہر ہوں۔ وہ ووٹ دینے کے ایام میں قادیان تشریف لے آئیں۔ اور قادیان میں رہنے والے ان ایام میں قادیان سے باہر تشریف نہ لے جائیں۔ اور اپنے سفروں کو ملتوی رکھیں۔

(۴) وہ لوگ جو فوج میں ملازم ہیں۔ ان کے پتے ان کے رشتہ دار دفتر الیکشن میں دیں۔ تاکہ ان کو فارم بھجوائے جاسکیں۔ اور وہ چھٹی لے کر پولنگ کے لئے یہاں آسکیں۔

(۵) فوج کے علاوہ ایسے لوگ جو دوسری ملازمتوں اور دیگر کاموں کی وجہ سے باہر ہیں۔ ان کے بھی پتے دیں۔

(۶) علاوہ ازیں احباب جماعت اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو جو قادیان کے رہنے والے ہیں مگر باہر گئے ہوئے ہیں خود بھی خطوط لکھ کر بلائیں۔

(۷) جماعت کے علاوہ اپنے حلقہ اثر میں بھی کوشش کریں۔

(۸) پولنگ کے وقت اپنے ووٹروں کو بلوائیں

(۹) قادیان کے جن لوگوں کے تعلقات قریبی دیہات میں ہیں۔ وہ وہاں جاکر ان کے ووٹ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

(۱۰) دفتر الیکشن میں آپ اپنے ووٹر ہونے کی خود بھی تصدیق کریں۔ اور اپنی شناخت میں مدد دیں۔ اور مطبوعہ لسٹ کو احتیاط سے دیکھ لیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی تقریر

حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف نے ہندوستان کی سیاسی فضاء کے مکدر ہونے اور مسلمانوں کے تنزل کے گڑھے میں گرنے کا ذکر کرتے ہوئے الیکشنوں کی اہمیت بیان فرمائی۔ اور مثالوں کے ساتھ ہندوؤں کا مسلمانوں کو سازشوں اور طاقت کے ذریعہ گراتے چلے جانا واضح فرمایا۔

آپ نے فرمایا ہندو مسلمانوں کو شودر سے بھی زیادہ ذلیل سمجھتے ہیں۔ اور ان کا یہ دھرم ہے کہ شودر کی لڑکی سے برہمن کا زنا کرلینا اور اس کا مال لوٹ لینا جائز ہے۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کی عزت اور وقار اور اخلاق کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اور کس طرح اقتصادی معاشرتی اور اخلاقی طور سے ہندو ہمارے حقوق کی حفاظت کرسکتے ہیں۔

ہم کسی کے حقوق پامال کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن ہم اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے حلقہ سے ایسے شخص

کو ووٹ دیں۔ جو ہر لحاظ سے اسکے شایان شان ہو۔ اور تحصیل بٹالہ سے مسلمانوں کے حقوق کی بہترین نمائندگی جناب چوہدری صاحب ہی کر سکتے ہیں۔ جہاں مسلمانوں کے مفاد کا سوال ہوگا آپ ہچکچائیں گے نہیں۔ بلکہ دلیری کے ساتھ مطالبہ کرینگے اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کے حقوق بلکہ ایک لحاظ سے ہندوؤں اور سکھوں کے حقوق بھی جہاں تک صحیح مطالبات کا تعلق ہے محفوظ ہونگے۔

اس کے بعد و النٹیئرز اور رضا کاروں کے لئے تحریک فرمائی۔ جس پر بہت سے احباب نے اپنے نام پیش کئے۔

جناب چودہری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے کی تقریر

جناب چودہری صاحب نے دوستوں کو پولنگ پر قادیان آنے اور دیگر ووٹروں کو لانے کی تحریک فرمائی اور فرمایا جماعتی حقوق کی حفاظت جماعتی طاقت پر ہی منحصر ہے اور جب تک ہم اپنے حقوق کی پوری طرح حفاظت نہیں کر سکتے۔ اس وقت تک ہم کامیابی حاصل نہیں کر سکتے

احباب جماعت پر انتخابات کی اہمیت واضح فرماتے ہوئے فرمایا۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنے مفاد کے لئے کھڑا نہیں کیا۔ اور نہ ہی ذاتی طور پر میں کھڑا ہوا ہوں بلکہ اس لئے کھڑا کیا ہے کہ جماعت اور افراد جماعت کے حقوق ضائع نہ ہوں۔

پس یہ ایک جماعتی کام ہے۔ اس لئے اس کی اہمیت کو نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔ ووٹوں کی کثرت اور کامیابی کا انحصار قادیان کے ووٹروں پر ہے۔ اس لئے قادیان کے احباب کو پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ کوئی ایک ووٹ بھی رہ نہ جائے۔ اگر قادیان کے ووٹ کے پورے ووٹ ڈالے جائیں۔ تو باہر کے ووٹ اور دوسرے ووٹ ملاکر ہمارے لئے کامیابی یقینی ہے

جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب کی تقریر

آخر میں صاحب صدر نے جلسہ کی غرض و غائت بیان فرماتے ہوئے مقامی احباب پر اسکی اہمیت واضح کی۔ اور بتایا کہ قادیان کا ہر فرد جہانتک اس کا بس چلتا ہے اس معاملہ میں پوری پوری کوشش کرے۔

ہماری خوش قسمتی ہے۔ کہ ہم ایک ہاتھ پر جمع ہیں۔ اس کے لئے ہم جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔ اور اب جماعتی لحاظ سے بھی ہم پر ضروری ہے کہ ہم اس میں انتہائی کوشش صرف کر دیں۔ حاضرین جلسہ کو چاہیئے۔ کہ وہ احباب جو اس جلسہ میں نہیں آسکے۔ ان کو اسکی اہمیت سے آگاہ کریں۔

آخر میں جناب خان صاحب نے تمام مجمع سمیت دعا فرمائی۔ اور جلسہ ۹½ بجے بخیرہ خوبی ختم ہوا۔ (رپورٹر الفضل)

مولوی محمد علی صاحب کیلئے بائیس ہزار روپیہ انعام

مولوی محمد علی صاحب کی گذشتہ سالہا سال کی تحریروں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو ربانی مجدد کے علاوہ مسیح موعود اور مہدی آخرالزمان اور نبی رسول مانتے رہے ہیں۔ اور آپ کے منکروں کو کافر اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ مگر جب سے وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے کٹ کر غیراحمدیوں سے جا ملے ہیں۔ اس وقت سے ان کی خوشنودی و مالی امداد حاصل کرنے کے لئے جان بوجھ کر ان کو دھوکہ دیتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب مجدد تھے۔ اور ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ وہ ہرگز نبی نہ تھے۔ اور نہ انہوں نے نبوت کا دعوٰی کیا تھا۔ یہ صرف قادیانی فریق کا افتراء ہے" تو ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ کے یہی عقائد ابتداء میں تھے۔ اور اب بھی یہی ہیں۔ اور انہیں کو آپ صحیح سمجھتے ہو تو کیوں آپ ایک پبلک جلسہ میں اس کا حلفاً اظہار نہیں کرتے جس کے لئے ہم آپکو تین سال سے بائیس ہزار روپیہ کا چیلنج دے رہے ہیں۔ اور پھر بار بار یاد بھی دلاتے رہتے ہیں۔ حق کیا ہے۔ وہ آپ اپنے دل میں خوب سمجھتے ہو۔ اسی لئے تو حلف اٹھانے کی جرأت نہیں کرتے۔ مگر یہ دو رنگی کے کھیل کب تک کھیلتے رہو گے۔ دیکھو خدا کے پاس جانے کے دن قریب آ رہے ہیں۔ کچھ تو اس کا خوف کرو۔

مولوی محمد علی صاحب کے ہم خیالوں کے لئے دو ہزار روپیہ انعام

جو اصحاب مولوی محمد علی صاحب کے ہم خیال ہیں۔ ان کو بھی دو ہزار روپیہ انعام کے ساتھ چیلنج دیا جاتا ہے کہ مولوی صاحب کو حلف کے لئے تیار کریں۔ اور ہم سے دو ہزار روپیہ انعام لیں۔ ہماری طرف سے بلہ ایک لاکھ روپیہ کے مختلف انعامات کا ایک رسالہ معہ شرائط حلف اردو و انگریزی زبان میں شائع کیا گیا ہے۔ صرف کارڈ آنے پر مفت روانہ کر دیا جاتا ہے۔

عبد اللہ الہ دین سکندرآباد دکن۔

کامیابی کی یقینی راہ

وقف زندگی ـــــــ برائے ـــــــ خدام الاحمدیہ

بجنبید از پئے کوشش کہ از درگاہ ربانی ۔ زبہر ناصران دین حق نصرت شود پیدا
اگر امروز فکر عزت دین در شما جوشد ۔ شما را نیز واللہ رتبت و عزت شود پیدا

ہر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آپ کو خدا کا نبی تسلیم کرتا ہے۔ اور آپ کو ماینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ (وہ اپنی خواہش نفس سے کوئی بات نہیں کہتا۔ بلکہ وہی کچھ کہتا ہے جو اس کو وحی کیا جاتا ہے) کا مصداق قرار دیتا ہے۔ وہ مندرجہ بالا شعروں پر بھی ایمان لاتے ہوئے خدمت دین کے کسی مقصد سے گریز نہیں کر سکتا۔ اور اس کو یہ خوف لاحق نہیں ہو سکتا کہ وقف زندگی کے بعد اسکے یا اسکے لواحقین کے دنیا میں جینے کے کیا سامان ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سے ظاہر ہے۔ کہ ہر وہ شخص جو خدا تعالےٰ کے دین کی مدد کیلئے کھڑا ہوگا۔ خدا تعالےٰ خود اس کا ناصر و متکفل ہوگا۔ نیز خدمت دین کی وجہ سے رتبت و عزت کے سامان بھی اسکے لئے پیدا کئے جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر بیان فرمایا ہے کہ ایسا ضرور ہوگا۔

پس اے نوجوانانِ احمدیت

خدا کا نبی خدا کی قسم کھا رہا ہے، کہ خدمت دین کے نتیجہ میں آپ خدا تعالےٰ کے فضلوں کے مورد ہونگے۔ اگر آپ ایک معمولی قسم کا اعتبار کر سکتے ہیں۔ تو پھر خدا تعالےٰ کے نبی کی قسم کا اعتبار نہ کریں گے؟

آؤ

خدمت دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرو۔ کہ اس سے بڑھکر سستا سودا اور کوئی نہیں۔

خدام الاحمدیہ کو ہر قسم کے معیار کے واقفین کی ضرورت ہے۔ خصوصاً گریجوایٹ اور قیادت کی اہلیت رکھنے والے نوجوان آگے آئیں۔ نوجوان جلد از جلد اس کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ تا کہ انہیں زیادہ سے زیادہ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کا موقعہ مل سکے۔ وقف کی شرائط وہی ہوں گی۔ جو تحریک جدید میں ہیں۔

عباس احمد خان معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان